تنزیل وتاویل

عالم برزخ

از

ازجناب مولنٰنا اسلم جیراج پوری

اس عنوان پر میں نے اپنی کتاب "تعلیمات قرآن" سے اخذ کرکے ایک مضمون سال گزشتہ رسالہ جامعہ میں شائع کیا تھا بعض حضرات نے رسالہ معارف اعظم گڑھ میں اس کے جوابات لکھے لیکن انہوں نے بجائے اس کے کہ قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں بحث کرتے محض اپنے تقلیدی خیال کی حمیت میں اس کی تردید کی کوشش کی۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ہر زمانہ میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مروجہ آبائی خیالات کو برحق سمجھتے ہیں۔ قرآن میں ہے۔

وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اس کی قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا پیروی کرو تو وہ (کہتے ہیں) بلکہ ہم تو اس کے پیچھے چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے۔ ۲۱/۲۱ [1]

مگر مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ آپ "ترجمان القرآن" کے مدیر اور قرآن کی حمایت ونصرت واشاعت کا دعویٰ رکھتے ہوئے بھی انھیں لوگوں کے ہم خیال ہیں اور ان کے جوابوں سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان قرآنی تعلیمات کو پھر ایک بار وضاحت مگر اختصار کے ساتھ لکھ

[1] ہر جگہ اوپر آیت کا شمار ہے نیچے سورۃ کا

آپ کے رسالہ میں بھیجوں تاکہ آپ ان کو غور سے دیکھ لینے کے بعد ان پر علیٰ وجہ البصیرۃ بحث کرسکیں۔

رسالہ معارف کے جوابات پر میں نے کچھ لکھنا اس وجہ سے پسند نہیں کیا کہ ان میں سے کسی کا طرز نگارش جس سے آپ نے بھی نفرت کا اظہار کیا ہے اس قابل نہ تھا کہ ان سے قرآنی بحثیں کی جائیں۔

چونکہ اس بحث کا عنوان یہ ہے کہ "برزخ کے متعلق قرآن کریم کیا تعلیم دیتا ہے" اس لیے اس پر جو کچھ لکھا جائیگا خالص قرآن ہی سے لکھا جائیگا۔

برزخ کا لفظ قرآن میں روک یا آڑ کے معنی میں مستعمل ہے۔

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُورًا ۵۳/۲۵ — اور اللہ نے ان دونوں (شور و شیریں سمندر) میں آڑ رکھدی اور رکاوٹ کی اوٹ۔

دوسری جگہ بجائے برزخ کے حاجز کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۶۱/۲۷ — اور اللہ نے دونوں سمندروں میں آڑ رکھدی ہے تاکہ وہ دونوں اپنے اپنے حدود سے آگے نہ بڑھیں۔

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۲۰ — دونوں (سمندروں) کے درمیان آڑ ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے

یہی معنے برزخ کے اس آیت میں ہیں۔

وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۱۰۰ — اور ان (مرنے والوں) کے آگے آڑ ہے اس دن تک کہ جس دن وہ اٹھائے جائیں گے۔

یعنے برزخ کی مدت مرنے والوں کی موت سے لیکر حشر تک ہے کہ اس میں وہ اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں رکھے جائیں گے اور جب حشر ہوگا اللہ کے سامنے حاضر کردیے جائیں گے۔

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۵۳/۳۶ — بس ایک شور ہوگا اور ہمارے پاس وہ سب کے سب حاضر کردیے جائیں گے۔

شہداء یعنی مقتولین "فی سبیل اللہ" جن کی زندگی کی قرآن نے تصریح فرمادی ہے وہ برزخ یعنی آڑ میں نہیں بلکہ "عند ربہم" اپنے رب کی حضوری میں ہیں جہاں ان کو نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ روزی پاتے ہیں

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۳/۱۶۹

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ ہرگز نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کی حضوری میں روزی پاتے ہیں

یہ عالم برزخ جس میں شہداء کے سوا باقی مردے رکھے جاتے ہیں قرآن کے نزدیک مطلق عالم ممات ہے جس میں حیات کا کوئی شائبہ نہیں۔ چنانچہ ان اولیاء اور بزرگان کی نسبت جن کو مشرکین پوجتے ہیں قرآن کہتا ہے

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۱۶/۲۱

اور وہ اللہ کے ماسوا جن کو پکارتے ہیں۔ وہ کوئی شے پیدا نہیں کرتے ہیں بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں۔ اور انہیں بھی خبر نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت میں جن معبودان ماسوی اللہ کا ذکر ہے وہ بت یا شجر یا شمس یا قمر وغیرہ بے جان چیزیں نہیں۔ کیوں کہ ان چیزوں کے لیے نہ اموات کا لفظ مستعمل ہو سکتا ہے نہ احیاء کا۔ بلکہ یہ وہی ان کے بزرگان دین ہیں جن کو مقبول بارگاہ اور متصرف مان کر وہ پوجتے ہیں۔ دوسری آیت میں یہ امر اور بھی واضح ہے

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۔ ۴۶/۶

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ان لوگوں کو پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک بھی اس کو جواب نہیں دینے کے۔ اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں اور جب لوگ (حشر کے لیے) اٹھائے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی پرستش کا انکار کر دیں گے۔

اس سے جہاں اس بات کی تصریح نکلی کہ معبودان غیر اللہ پکارنے والوں کی پکار سے بے خبر ہیں

وہاں یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ معبودان بت وغیرہ بیجان چیزیں نہیں ہیں بلکہ وہی بزرگان دین اور مقبولان بارگاہ ہیں۔ جو قیامت کے دن ان کی پرستش کا انکار کردیں گے کیونکہ بیجان چیزوں میں انکار کی قدرت نہیں ہے۔

تیسری آیت میں انھیں معبودان غیر اللہ یعنے بزرگان دین کی سماعت کا انکار ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۲۲/۳۵

اور اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں تم اگر ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور جو سنتے بھی تو جواب نہ دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کردینگے

اس انکار کی کیفیت قرآن میں کئی جگہ بیان کی گئی ہے۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَاۗءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ شُرَكَاۗؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۔ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔ ۱۴/۱۶

اور جب مشرکین قیامت میں اپنے شرکاء کو دیکھیں گے کہ اے ہمارے رب یہی وہ شرکاء ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارتے تھے وہ (شرکاء) ان کو جواب دیں گے کہ تم بالکل جھوٹے ہو۔

دوسری جگہ ہے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۔ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۲۹/۱۰

اور جس دن سب کو ہم جمع کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شرکاء اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہوجاؤ پھر ان کے تعلقات کو ہم منقطع کردیں گے۔ ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان میں اللہ شہادت کیلئے کافی ہے کہ ہم تمہاری پرستش سے بے خبر

ان آیات سے جہاں اس امر کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ وہ مشرکین کے معبود ان غیر اللہ ان کے مردہ اولیاء اور بزرگان دین ہی ہیں جن کو وہ مقبولان بارگاہ اور صاحبان قدرت سمجھکر پوجتے تھے وہاں یہ بھی تصریحاً ثابت ہوتا ہے کہ تمام مردے جو برزخ میں ہیں ان میں نہ علم ہے نہ احساس نہ شعور نہ سماعت اور بالکل غافل اور بے خبر ہیں اور قیامت کے دن اپنے پوجنے اور پکارنے والوں کو صاف جواب دینگے کہ نہ ہم کو تمہاری پرستش کی خبر تھی نہ تمہاری پکار کی۔

اب ایک دوسری حیثیت سے دیکھیے۔ قرآن کی رو سے انسان کے لیے دو ہی موتیں اور دو ہی زندگیاں ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن کفّار کہیں گے۔

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (اے رب) تو نے ہم کو دو بار موت دی اور دو بار زندہ کیا ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔ $\frac{11}{24}$

یہ اگرچہ کفار کا قول ہے لیکن حقیقت ہے کیونکہ سورہ بقر میں اللہ فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ $\frac{28}{2}$ تم مردہ تھے اس نے تمکو زندگی بخشی پھر وہ تم کو موت دیگا پھر تم کو زندہ کرے گا۔ پھر تم اس کے پاس لوٹائے جاؤگے

دنیاوی زندگی سے پہلے کی حالت موت سے تعبیر کی گئی ہے جس کے بعد یہ زندگی ملی ہے۔ پھر موت آئے گی پھر اس کے بعد دوسری زندگی ملے گی جس کے لیے موت نہیں ہے۔ اب یہ دوسری زندگی کس دن ملے گی؟ قبر میں یا حشر کے دن؟

قرآن بتلاتا ہے کہ یہ دوسری زندگی حشر کے دن ملے گی۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ $\frac{16}{23}$ پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤگے۔

یعنے انسان کی دوسری زندگی جس کو قرآن میں جا بجا اعادہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے قیامت کے دن ملے گی۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۔ ۱۰۳/۲۱

جس دن ہم آسمان کو خط کے طومار کی طرح لپیٹینگے (اس دن) تم کو جس طرح پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ پیدا کریں گے۔

کفار اسی کو مستبعد سمجھتے تھے۔

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۔ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۷۸/۳۶

اس نے کہا کہ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کہ وہ گل چکی ہوں گی۔ کہدے اے پیغمبر کہ وہی ان کو زندہ کریگا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔

مندرجہ ذیل آیت میں اس کی مزید تصریح ہے۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۔ ۵۲/۱۵

کہدے کہ تم (مرنے کے بعد) پتھر یا لوہا یا اور کوئی چیز جو تمہارے خیال میں بڑی ہو بنجاؤ۔ پھر وہ پوچھینگے کہ کون ہم کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ کہدے کہ وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا ہے۔ پھر وہ تیری طرف سر ہلائیں گے اور پوچھینگے کہ کب؟ کہدے کہ عجب نہیں کہ (وہ دن) قریب ہو جس دن کہ وہ تمکو پکاریگا اور تم حمد کرتے ہوئے جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ بہت تھوڑے عرصہ رہے۔

اس آیت میں دوبارہ زندہ کرنے کا دن بتلایا گیا کہ جس دن تم پکارے جاؤ گے اور اس پکار کی تعمیل کرو گے اور جس دن کہ تم گمان کرو گے کہ نہیں رہے مگر تھوڑی دیر تک۔ یہ دن حشر کا دن ہوگا۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ خُشَّعًا

جس دن پکارنے والا ایک ان دیکھی چیز کو پکاریگا

اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ۝ تو ان کی آنکھیں خوف زدہ ہونگی اور یہ قبروں سے اسطرح نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈی۔

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ ۝ اور جس دن اللہ ان کو اٹھائیگا وہ خیال کرینگے کہ نہیں رہے مگر دن کی ایک گھڑی۔

اس لیے یہ متعین ہوگیا کہ دوسری زندگی جو انسان کو ملے گی وہ حشر کے دن ملے گی نہ کہ قبر میں لہٰذا اس دنیاوی زندگی کے منقطع ہوجانے کے بعد اہل برزخ میں مطلقاً زندگی کا کوئی شائبہ نہیں ہے اور زمانہ چونکہ اعتباری شئے ہے اور اہل برزخ میں شعور اور احساس نہیں ہے اس وجہ سے زمانہ کا بھی اُن کو احساس نہیں ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن جب وہ اٹھائے جائیں گے تو اپنے خیال میں اپنے آپ کو اسی ساعت اور اسی لمحہ میں سمجھیں گے جس میں ان کی جان نکلی تھی۔ اور کہنے لگیں گے۔

يٰوَيۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ۝ ہائے ہماری شامت! کس نے ہمکو ہماری خوابگاہ سے اٹھادیا

یعنے حشر کے وقت وہ اپنے آپکو اپنی خوابگاہ ہی میں سمجھتے ہوں گے جہاں مرض الموت میں مرے تھے اور ان کو اپنے گاڑے یا جلائے جانے کی بھی خبر نہ ہوگی۔ مرقد کے معنے اس آیت میں قبر کے نہیں ہیں جس میں اردو شعراء اسکو استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ بستر خواب کے ہیں۔ کیونکہ رقاد کے حقیقی معنے نیند کے ہیں۔ قرآن کریم میں اصحاب کہف کے قصہ میں یہ لفظ آیا ہے۔

وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّهُمۡ رُقُوۡدٌ ۝ اور تو ان کو بیدار خیال کریگا حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں

الغرض یہ امر قرآن کے نصوص صریحہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ موت اور حشر میں مردوں کے لیے فصل زمانی نہیں ہے۔ یعنی ان کو اس برزخ کے زمانہ کا مطلق احساس نہ ہوگا۔ اور جب وہ محشور ہوں گے تو اپنے خیال میں اسی ساعت اور اسی لمحہ میں اپنے آپ کو سمجھتے ہوں گے جس میں ان کی جان نکلی تھی۔ دوسری آیت میں زمانہ برزخ کی مقدار بمنزلہ ایک گھڑی کے بتائی گئی ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۴۵ — اور جس دن اللہ ان کو اٹھائیگا گویا کہ وہ نہیں رہے مگر دن کی ایک گھڑی اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہونگے

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۳۵ — جس دن وہ اس (حشر) کو دیکھینگے جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے (وہ خیال کریں گے) کہ گویا وہ نہیں رہے مگر دن کی ایک گھڑی۔

ان کا یہ گمان محض تبدیلی حالت کی وجہ سے ہوگا۔ ورنہ وہ حقیقت میں ایک گھڑی بھی نہیں رہے جیسا کہ آیت "یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا" سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان آیات میں "کَاَنْ" (گویا) کا لفظ تشبیہ مستعمل ہو رہا ہے۔ یعنے حقیقتاً تو وہ اپنے علم میں ایک لمحہ بھی برزخ میں نہیں رہے صرف ایسا خیال کریں گے کہ ہم ایک گھڑی رہے ہیں۔ کیونکہ حالت بدلی ہوئی ہوگی۔

مجرمین جن کی نسبت لوگ سمجھتے ہیں کہ برزخ میں رات دن ان پر گرز کی مار پڑتی رہتی ہے اور آگ میں جلتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے ان کے اوپر یہ مدتِ برزخ بیمار کی رات کی طرح جو بہت دراز ہوتی ہے کروڑوں سال کی ہونی چاہیے تھی وہ بھی یہی کہیں گے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ - وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۵۶ — اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائینگے کہ وہ تو بس ایک گھڑی رہے اسی طرح وہ بھٹکائے جاتے تھے۔ اور جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے وہ کہینگے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت تک۔ سو یہ قیامت کا دن ہے مگر تم نہیں جانتے تھے۔

مجرم تو حشر کے دن قسم کھا کر کہینگے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے مگر اہل علم و ایمان

ان سے کہیں گے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں قیامت تک رہے لیکن تم کو خبر نہ تھی۔ یہ تصریح ہے ان کے عدم احساس زمانی کی۔ خود ان مومنوں کو بھی احساس نہ تھا جیسا کہ ہم اوپر کی آیتوں سے ثابت کر چکے ہیں مگر اپنے یوم البعث پر عقیدہ رکھنے کے باعث وہ قیامت کے دن کو پہچان لینگے اور کہنے لگینگے کہ برزخ کی طویل مدت تم پر گزر چکی ہے مگر تم کو علم نہ تھا۔

ہماری یہ تمام بحث انسانی جسم کے متعلق نہیں ہے جو سڑ کر اور گل کر عناصر میں ملجاتا ہے بلکہ اس کی روح کے متعلق ہے۔ عالم برزخ میں روح کے بقاء کے متعلق جو کچھ قرآن میں کہا گیا ہے وہ یہی ہے کہ اس کا علم اللہ کے نوشتہ میں ہے جیسا کہ آیت بالا میں اہل ایمان وعلم کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

دوسری آیت ہے۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۵۲	فرعون نے پوچھا کہ گذشتہ نسلوں کی کیا حالت ہے موسیٰ نے کہا کہ انکا علم میرے رب کے پاس نوشتہ میں ہے۔

اس کی تصریح پارہ عم میں ہے۔

إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۹	گنہگاروں کا اندراج سجین میں ہے اور تجھے کیا خبر کہ سجین کیا ہے۔ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔
إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۲۰	نیکوکاروں کا اندراج علیین میں ہے اور تجھے کیا معلوم کہ علیین کیا ہے وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔

اسی کو سابقہ آیات میں لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ کہا گیا ہے جس سے مراد قیام برزخ کی مدت ہے۔ دوسرا لفظ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ ہے جس سے مراد روے زمین پر رہنے کی مدت یعنی دنیاوی زندگی ہے اس کا بھی قیامت کے دن سوال ہوگا۔ اس کے جواب میں لوگ ایک گھڑی نہیں بلکہ ایک دن کہیں گے۔

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا	اللہ پوچھیگا کہ تم زمین میں کتنے سال رہے وہ کہیں گے

لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَادِّيْنَ ایک دن یا اس سے بھی کم ان لوگوں سے پوچھ جو شمار رکھتے

دوسری آیت میں دس دن کا بھی ذکر ہے۔

يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا۔ وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ تم نہیں رہے مگر دس

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ دن۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہیں گے۔ جو سب سے زیادہ

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا۔ ۱۰۵/۲۰ رو براہ ہوگا وہ کہیگا کہ تم تو صرف ایکدن رہے۔

ان تمام تفصیلات کے بعد ہم حسب ذیل نتائج پر پہونچتے ہیں جو قرآن کریم سے تصریحًا ثابت ہوئے

(۱) عالم برزخ عالم ممات ہے جس میں نہ مُردوں میں شعور ہے نہ احساس نہ علم نہ سمع نہ حیات کا کوئی شائبہ

(۲) انسان کے لیے دو ہی زندگیاں ہیں اور دو ہی موتیں پہلی زندگی یہ دنیاوی زندگی ہے اور دوسری زندگی حشر کے دن ملے گی۔ برزخ میں زندگی نہیں ہے۔

(۳) اہل برزخ کو زمانہ کا مطلق احساس نہیں ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا چاہیے کہ مرنے والے کے لیے موت ہی کا دن اس کے حشر کا دن ہے۔

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے برزخ میں عذاب یا ثواب کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا چنانچہ قرآن کریم میں جہاں جہاں عذاب یا ثواب کا ذکر ہے وہاں صرف دنیاوی اور اخروی عذاب و ثواب کا ذکر ہے برزخ کا کہیں نام تک نہیں آیا ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ جن لوگوں نے احسان کیا ہے ان کے لیے اس دنیا میں

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۳۰/۱۴ بھلائی ہے اور دار آخرۃ تو سب سے بہتر ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا اور جو لوگ ستائے گئے اور اس کے بعد انھوں نے اللہ کیلئے

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا ان کو ہم دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا

اَكْبَرُ۔ ۴۱/۱۶ دیں گے۔ اور آخرت کا اجر اس سے بھی بڑا ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۲۲/۱۱

اور بعض آدمی ہیں جو ایک کنارے پر اللہ کی بندگی اختیار کرتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچ گئی تو مطمئن ہوگئے اگر کوئی آزمایش اُن پر پڑی تو اپنے رخ پلٹ گئے۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ میں رہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۲۲

اور بعض آدمی ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں بلا کسی علم اور بلا کسی روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں اپنے پہلو کو موڑے ہوئے تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں ایسوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم ان کو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۲/۸۵

کیا تم اللہ کی کتاب کی بعض باتوں کو مانتے ہو اور بعض کو نہیں مانتے۔ جو کوئی تم میں سے ایسا کریگا اس کا بدلہ دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگ سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۲/۱۱۴

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے اور اُن کو اجاڑنے کی کوشش کرے یہ لوگ ان میں داخل نہیں ہونے پائیں گے مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۱۳/۳۴

اور جس کو اللہ گمراہ کردے اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ایسوں کو دنیاوی زندگی میں عذاب ہے اور آخرۃ کا عذاب اور گراں ہے۔

یہ سب آیتیں مختلف قسم کے مجرموں کے عذاب کے متعلق ہیں مگر کسی میں سوائے دنیا اور آخرۃ کے عذاب کے برزخ کے عذاب کا مطلقاً ذکر نہیں۔ اور ہو کیسے جبکہ نہ برزخ میں حیات کا کوئی شائبہ ہے نہ زمانہ نہ عذاب و ثواب اثر پذیری کی کوئی صلاحیت۔ یہی وجہ ہے کہ بجز ان چند انفرادی اور اجتماعی اعمال کے جن کی جزا یا سزا لازمی طور پر دنیا میں بھی مل جاتی ہے اور جن کی تصریح مذکورۂ بالا آیات اور نیز دیگر آیات قرآنی میں کر دی گئی ہے قرآن کریم نے صاف صاف اعلان کر دیا ہے کہ دار الجزاء آخرت ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ ۶۱/۱۶

اور اگر اللہ لوگوں کا ان کے گناہوں پر مواخذہ کرنے لگتا تو زمین میں کوئی جاندار نہ چھوڑتا لیکن اس نے لوگوں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دے رکھی ہے۔

یہ "اجل مسمیٰ" کونسا دن ہے؟ اس کی تصریح کئی جگہ قرآن میں کر دی گئی ہے۔

لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۱۴/۱۷

کس دن کے لیے مہلت دی گئی ہے فیصلہ کے دن کیلیے۔ یہ فیصلہ کا دن قیامت کا دن ہے۔

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ۔ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۲۱/۲۱

اور کافر کہیں گے کہ اے ہماری شامت!! یہ انصاف کا دن ہے۔ (ہاں) یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

اس لیے دنیا کے بعد حساب وکتاب وعذاب وثواب کا دن قیامت ہی کا دن ہے برزخ نہیں ہے۔ یہاں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اللہ کے یہاں انصاف ہے۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ جس نے حضرت نوح علیہ السلام کا انکار کیا وہ پانچ ہزار برس پہلے سے عذاب سہے اور برزخ میں جلے اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا وہ پانچ ہزار یا دس ہزار برس بعد۔ قرآن کی رو سے دونوں کے لیے فیصلہ کا ایک ہی دن مقرر ہے! اسی دن ان کے اعمال نامے نکالے جائیں گے اور حساب وکتاب ہوگا۔ اور جزا و سزا دی جائے گی۔ برزخ کے زمانے کا دونوں میں سے کسی کو احساس نہ ہوگا۔

اب میں ان چند آیات کو بھی لکھ دیتا ہوں جن سے لوگوں نے غلط فہمی سے برزخ کا عذاب سمجھا ہے۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں (تو ان سے) کہتے ہیں کہ تمہارے اوپر سلامتی ہو تم جنت میں داخل ہو ان کاموں کے عوض جو تم کرتے تھے۔

یہ آیت میرے جواب میں ثواب برزخ کے ثبوت میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر نے لکھی ہے۔ جو قرآن کریم کی دو تفسیریں لکھ چکے ہیں۔ مگر انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ یہ آیت خاص دار آخرت کے متعلق ہے۔ برزخ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ قرآن کا سلسلۂ بیان یہ ہے۔

وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ۔ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۳۲/۱۶

اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا اچھا گھر ہے پرہیزگاروں کا ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں وہ داخل ہونگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو وہ ملے گا اسی طرح اللہ ان پرہیزگاروں کو بدلہ دیگا جن کی جانیں ملائکہ نے اس حالت میں قبض کی ہیں جبکہ وہ پاک تھے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو اپنے عمل کے بدلے جنت میں چلو۔

دوسری آیت جس سے لوگوں کو عذاب برزخ کا خیال ہوا ہے یہ ہے۔

وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۔ ۴۶/۲۴

اور آل فرعون کو برے عذاب آگ نے گھیر لیا جس پر وہ صبح اور شام پیش کیے جائینگے اور قیامت کے دن کہا جائیگا کہ (آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں ڈال دو۔

آیت کا مفہوم یہ سمجھا گیا ہے کہ آل فرعون غرق ہونے کے بعد روزانہ صبح اور شام آگ پر پیش کیے

جاتے ہیں یہ عذاب برزخ ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ان کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔

یہ مفہوم ان تمام قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے جو پہلے بدلائل بیان کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ اگر برزخ میں آل فرعون روزانہ صبح اور شام کو آگ پر پیش کیے جاتے ہیں تو ان میں زندگی اور عذاب کی اثر پذیری کی صلاحیت یعنی شعور و احساس بھی ہونا چاہیے جن سے قرآن تصریحاً انکاری ہے۔ اور قرآنی تعلیمات میں اختلاف ہو نہیں سکتا۔ یہ دراصل ساری خرابی اس وجہ سے ہے کہ "یُعْرَضُوْنَ" کے معنے یہاں حال کے لیے گئے ہیں۔ یعنی وہ پیش کیے جاتے ہیں"۔ حالانکہ یہاں اس کے معنی استقبال کے ہیں کیونکہ کفار جن میں آل فرعون بھی شامل ہیں ان کی آگ پر پیشی قیامت ہی کے دن ہوگی۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔ ۴۶/۲۰ اور جس دن کفار آگ پر پیش کیے جائیں گے (ان سے کہا جائیگا) کہ تم اپنی لذتیں اپنی دنیاوی زندگی میں اٹھا چکے

اس سے ثابت ہو گیا کہ آگ پر پیشی دوسری زندگی میں ہوگی جو حشر کے دن ملے گی چنانچہ سورہ ہود میں اس کی تصریح موجود ہے۔

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۱۱/۹۸ فرعون اپنی قوم کے آگے آگے آئیگا قیامت کے دن اور انکو آگ میں اتارے گا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ برزخ کا غیر زمانی ہونا ہم ثابت کر چکے ہیں اس میں نہ صبح ہے نہ شام اور اس آیت میں غُدُوًّا اور عَشِيًّا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے بعینہٖ اسی طرح جس طرح جنت کے لیے "بُكْرَةً وَعَشِيًّا" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی مفسرین اور اہل لغت نے دوام کے لکھے ہیں۔

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۱۹/۶۲ اور جنتیوں کو ان کی روزی اس میں صبح اور شام ملتی ہوگی

جو صبح اور شام جنت میں ہے وہی دوزخ میں ہوگی خواہ اس کے معنی دوام کے لیے جائیں یا کچھ اور

اب اس طرح آیت کا دوسرا حصہ پہلے حصہ کی تشریح ہو گا۔ یعنے آل فرعون کو آگ کا دائمی عذاب جو دیا جائیگا وہ اس طرح ہو گا کہ فرشتوں کو حکم ملے گا کہ ان کو سخت عذاب میں ڈالدو۔

وَاَتبَعنَاهُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنيَا لَعنَةً وَيَومَ القِيَامَةِ هُمْ مِنَ المَقبُوحِينَ ۔ ۴۲/۲۸ — اور ہم نے اس دنیا میں آل فرعون کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن وہ برے حال میں ہوں گے۔

دنیا میں ان کے ملعون اور قیامت میں مقبوح ہونے کی تصریح کی گئی ہے مگر برزخ کا نام نہیں لیا گیا۔ اصلیت یہ ہے کہ قرآن کریم میں جابجا موت کے ساتھ ہی ساتھ عذاب یا ثواب کا ذکر جو آتا ہے وہ قیامت کے دن کا عذاب یا ثواب ہے برزخ کا نہیں ہے کیونکہ موت اور قیامت میں مردوں کے لحاظ سے فصل ما فی نہیں ہے۔ لوگوں کی نظر چونکہ اس نکتہ پر نہ تھی اس وجہ سے انہوں نے عام اعتقاد کے مطابق اس عذاب یا ثواب کو موت کے بعد یعنی برزخ کا سمجھ لیا۔

جو حال آل فرعون کا ہے بعینہٖ وہی حال قوم نوح کا ہے یعنی وہ بھی قیامت ہی کے دن آگ میں داخل کیئے جائیں گے۔

اُغرِقُوا فَاُدخِلُوا نَارًا ۲۵/۷۱ — وہ غرق کیے گئے اور آگ میں داخل کر دیے گئے۔

کیونکہ سورۂ ابراہیم میں قوم نوح۔ عاد۔ اور ثمود وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد جنہوں نے انبیاء و رسل کا انکار کر دیا تھا۔ ان کے عذاب کے متعلق اللہ فرماتا ہے۔

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِّن وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأتِيهِ المَوتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۱۶/۱۴ — اور ناکام رہا ہر سرکش ظالم۔ اس کے آگے جہنم ہے جس میں اس کو پیپ کا پانی پلادیا جائیگا۔ وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا۔ اور گلے سے اتار نہ سکے گا۔ اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی مگر وہ مرنے والا نہیں۔

یعنی ان اقوام کو جہنم میں عذاب ملے گا جو قیامت کے دن سامنے لائی جائے گی۔ وعرضنا جہنم

يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ ۔" اور اسی دن جہنم کو ہم کافروں کے سامنے لائیں گے۔ یہی وہ زندگی ہے جس میں موت نہ ہوگی۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ قرآن میں جنت کے ثواب اور جہنم کے عذاب کے متعلق جابجا ماضی ہی کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں کیونکہ اللہ جو زمانہ سے بری ہے اس کے سامنے یہ سب واقعات حاضر ہیں۔ مثلاً حشر کے متعلق ہے۔

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا ۲۱/۱۴ — اور وہ سب اللہ کے سامنے حاضر ہوئے اور کمزوروں نے ان لوگوں سے کہا جو بڑے بنتے تھے۔

یا جہنمیوں کے بارے میں ہے۔

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ ۲۲/۱۹ — جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے کپڑے ترشوائے گئے۔

یا جنتیوں کے متعلق ہے۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ — جنتیوں میں سے ایک نے دوسرے کی طرف سوال کرتے ہوئے

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۵۱/۳۷ — رخ کیا۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ میرا (دنیا میں) ایک ساتھی تھا۔

اس لیے قوم نوح کے متعلق "قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ" میں جو ماضی کے صیغے مستعمل ہوئے ہیں یہ قیامت کے دن کے لیے ہیں کیونکہ دوسرے مقامات میں فیصلہ حساب وکتاب اور عذاب وثواب کے دن کی تصریح کر دی ہے کہ وہ یوم الحشر ہے۔ لہٰذا ماضی کے صیغوں سے استدلال صحیح نہیں۔

تیسری آیت جو برزخ کے عذاب کے ثبوت میں پیش کی گئی ہے یہ ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ — اور تو دیکھتا جب یہ ظالم موت کے سکرات میں ہوتے ہیں اور

وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ — اور فرشتے اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ اپنی جانیں

اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۹۴/۶

نکال دو آج کے دن تمکو ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔ اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور تم ہمارے پاس اکیلے آئے جس طرح کہ ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کی بابت تم گمان رکھتے تھے کہ تمہارے امور میں وہ ہمارے ساجھی ہیں۔

اس آیت میں الیوم کے لفظ سے لوگوں نے سمجھا ہے کہ یہ برزخ کا عذاب ہے مگر جب یہ ثابت ہو چکا کہ برزخ غیر زمانی ہے اور موت اور قیامت کے دن میں مردوں کے لحاظ سے فصل نہیں، تو یہ آج یعنی موت کا دن بعینہٖ قیامت کا دن ہے۔ چنانچہ آیت میں "اَوَّلَ مَرَّةٍ" (جیسا کہ ہم نے تمکو پہلی بار پیدا کیا تھا)، کا لفظ صاف تصریح کر رہا ہے کہ یہ حیات اُخروی کا واقعہ ہے۔ دوسری جگہ اسی آیت کے ساتھ حشر کی تصریح کر دی گئی۔

وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۴۸/۱۸

اور ہم ان کو حشر میں اٹھائیں گے اور ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے اور وہ صف بستہ تیرے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور (ان سے کہا جائیگا) کہ تم ہمارے پاس اکیلے آئے جسطرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔

اس میں باوجود اس کے کہ سارے صیغے ماضی کے مستعمل ہوئے ہیں تصریح کی گئی ہے کہ یہ سوال وجواب حشر کے دن کا ہے۔

اس موقع پر یہ ذکر بھی اہل علم کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ رسالہ معارف کے مدیر شہیر نے

آیۃ مذکورہ کے متعلق میرے جواب میں لکھا ہے کہ :-

" اس آیت میں تصریح ہے کہ موت کے وقت یہ سوال ہوتا ہے۔ قیامت کے دن کا بیان نام نہیں۔ یہ اس وقت کا حال ہے جب خدا کے سامنے ایک ایک کرکے لوگ آتے ہیں جس طرح ایک ایک کرکے پیدا ہوئے ہیں قیامت کے دن لوگ اکٹھے ہو کر خدا کے سامنے جائیں گے۔ اس لیے یہ موت کے وقت کا حال ہے۔ نہ کہ قیامت کا" رسالہ معارف اعظم گڈھ۔ مئی سنہ ۱۹۳۴ء صفحہ ۳۵۶۔

مدیر معارف کے استدلال کی بنیاد "فرادیٰ" کے لفظ پر ہے۔ انکا خیال یہ ہے کہ ایک ایک کرکے لوگ برزخ میں جاتے ہیں اور قیامت کے دن ایک ایک کرکے نہیں جائیں گے بلکہ جھنڈ کے جھنڈ جائیں گے اس لیئے اس لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ یہ برزخ کا عذاب ہے۔ غالباً انہوں نے قرآن میں قیامت کے دن کے متعلق صرف یہی دیکھا ہے کہ۔ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا۔ یعنے تم جھنڈ کے جھنڈ آؤ گے اور اس پر نظر نہیں پڑی کہ

كُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۹۶/۱۹ ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس قیامت کے دن اکیلا آئیگا

"فرادیٰ" کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اکیلے آئینگے نہ ان کے ساتھ مال و اولاد ہوگی نہ اعوان و انصار جیسا کہ تفصیل کے ساتھ ہم نے اس کو اپنی کتاب تعلیمات قرآن میں بیان کر دیا ہے۔ اور "افواجا" سے مراد یہ ہے کہ سب ساتھ مل کر آئینگے۔

ترجمان القرآن۔ جناب مولانا اسلم جیراجپوری کا یہ مضمون تبصرے کا متقاضی ہے مگر جگہ کی قلت کے سبب سے تبصرہ اس کے ساتھ شائع نہ کیا جا سکا۔ انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں اس پر مختصراً اظہار رائے کیا جائیگا۔